منادیاً ینادی للایمان

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوب الٰہیؒ سے ایمان اور امن کی ندا دینے والا

اور ان کے جانشین

امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

منادی

ماہنامہ نئی دہلی

ایڈیٹر

خواجہ حسن ثانی نظامی

معاون

خواجہ سید مہدی نظامی

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط و کتابت کرنے اور قیمت جمع کرنے کا پتہ!

خواجہ حسن ثانی نظامی

ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

سالانہ قیمت	پندرہ ۱۵ روپے
غیر ممالک سے	چھ ۶ ڈالر
فی پرچہ	ایک روپیہ ۵۰ پیسے

منادی ۱۹۰۶ء سے جاری ہے یہ اکاسیویں جلد (۱۹۸۶ء) کا دوسرا شمارہ ہے

فہرست

سرخ لکیر

عنوان کے نیچے ایک سرخ لکیر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ادا کردہ چندے کی قیمت اس شمارے سے ختم ہو گئی اور دو لکیروں کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ شمارے سے ختم ہو جائے گی جلد منی آرڈر کے ذریعے قیمت بھیج کر ممنون فرمایئے یا وی پی کی اجازت دیجیے۔ وی پی میں آپ کے تین روپے پچیس پیسے زائد خرچ ہوں گے۔

(منیجر)

[illegible]

شروع بنام اللہ قلم کارکل — نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفاتحہ

ناقص ہیں اگر لاکھ تو کامل بھی ہے ایک — بسمل ہیں اگر ہزار، قاتل بھی ہے ایک
مضطر نہ ہو کاروانِ فکر انساں — راہیں جو ہیں ہزار تو منزل بھی ہے ایک

عقدہ ہے اگر، عقدہ کشا بھی ہے ضرور — بے ساز اگر، سوز نوا بھی ہے ضرور
نقشے ہیں اگر تو کوئی نقاش بھی ہے — بندے ہیں اگر سب تو خدا بھی ہے ضرور

رخسار کو بے نقاب کیونکر دیکھوں — جلوے ترے بے حجاب کیونکر دیکھوں
میں ذرۂ خاکی ہوں نہیں تاب جمال — حیران ہوں آفتاب کیونکر دیکھوں

گیسوئے حیات میں ذرا شانہ کر — ہاں سینے میں پیدا غم جانانہ کر
ہے شمع جمال تک رسائی ممکن — پروانہ کو پیدا پر پروانہ کر

از حضرت سید ولی الرحمٰن ولی کاکویؒ

اے سید مکی! نگہ لطف و کرم کر

(از خواجہ عابد نظامی)

طیبہ کے در و بام بھلائے نہیں جاتے
یہ نقش کبھی دل سے مٹائے نہیں جاتے
کیوں ہم در اقدس پہ بلائے نہیں جاتے
کیوں فاصلے منزل کے گھٹائے نہیں جاتے

افسردگیٔ دل کو مسرت سے بدل دے
صدمے تری فرقت کے اٹھائے نہیں جاتے

جو دیدۂ بینا کو مدینے میں ملے ہیں
جنت میں بھی اندازِ وہ پائے نہیں جاتے
دیکھے ہیں جو انوارِ خدا صحنِ حرم میں
وہ ارض و سما میں کہیں پائے نہیں جاتے

اے سیدِ مکی نگہِ لطف و کرم کر
اب ہم سے یہ صدمات اٹھائے نہیں جاتے

اب گردش ایام نے وہ حال کیا ہے
آنسو بھی تو آنکھوں سے بہائے نہیں جاتے
عزت نہیں دنیا کی نگاہوں میں ہماری
اب شرم سے چہرے بھی دکھائے نہیں جاتے
امداد کا ہنگام ہے! اے رحمتِ عالمؐ!
امت سے ستم اور اٹھائے نہیں جاتے

طلاق ــــ اسلامی اور مغربی

(از جناب سید مجتبیٰ موسوی لاری)

اسلام میں بعض ایسے موارد بھی ہیں کہ جہاں پر مرد کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ خود عورت کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ عقد نکاح باطل قرار دے دے کچھ مقامات پر عدالت اسلامی کی طرف رجوع کرنے کے بعد عقد نکاح باطل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور ایسے بھی مقامات ہیں جہاں عدالت شرعیہ کی طرف مراجعہ کیے بغیر طلاق ہو سکتی ہے مثلاً اگر عورت یا مرد دیوانہ ہو جائیں تو دوسرے کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے۔

اسی طرح مرد کا خصّی ہونا یا عنین ہونا بھی عورت کے لیے حق فسخ کو ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح جبر و اکراہ بھی نکاح کے فسخ ہونے کا سبب ہے۔ دوسرے اور بھی مواقع ہیں جہاں پر بعض فقہا نے حق فسخ کو مانا ہے

مغربی معاشرے کا سب سے بڑا درد سر ارکان خانواد کا متزلزل ہوتا ہے۔ مغربی دنیا کی موجودہ آزادی و بے ارادی کلیسا کی زبردستیوں کا رد عمل ہے کیونکہ عیسائی مذہب میں سرے سے طلاق کا وجود ہی نہیں ہے کلیسائی سختیوں سے مجبور ہو کر حکومتوں نے طلاق کو قانونی حیثیت دی۔ مثلاً اکتوبر ۱۷۸۹ء کے انقلاب سے پہلے عیسائی مذہب کی بنا پر فرانس میں طلاق ممنوع چیز تھی لیکن جدید مدنی حقوق کی تنظیم کے وقت ۱۸۴۲ء میں لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے طلاق کو قانونی حیثیت دی گئی لیکن اس پندرہ سال کے اندر۔ جس میں طلاق کو قانونی حیثیت حاصل تھی۔ بڑی سرعت کے ساتھ طلاق کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا۔ اور پھر کلیسا کے دباؤ میں آکر ۱۸۱۶ء میں قانون طلاق کو ختم کر کے "تفریق جسمانی" نام کے قانون کو نافذ کیا گیا۔ لیکن پھر لوگوں کا شدید دباؤ پڑنے پر حکومت نے مجبور ہو کر ۱۸۸۴ء میں محدود طریقے پر عورت و مرد کو قانونی حق طلاق دیا مندرجہ ذیل مقامات پر قانوناً عورت و مرد کو حق طلاق دیا گیا۔

۱۔ اگر مرد یا عورت کسی ایسے جرم کے مرتکب ہو جائیں جس کی بنا پر قانوناً مندرجہ ذیل کسی ایک سزا کے مستحق ہو جائیں، پھانسی، حبس دوام، ملک بدری، اجتماعی حقوق سے محرومیت، محنت شاقہ کے ساتھ وقتی قید۔

۲۔ دونوں میں سے کوئی زنا کا مرتکب ہو جائے لیکن عورت کو حق طلاق اس صورت میں ہوگا جب مرد اس کے گھر میں زنا کا ارتکاب کرے۔ پولیس کی نظر میں مکمل طور پر یہ خیانت ثابت ہو۔ اس بنا پر جب میاں بیوی ایک دوسرے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو تیسرے فریق کی بھی موافقت کی ضرورت ہوگی۔ اگر اس طرح کہ وقت معین پر سوتے وقت ــ شوہر پولیس کو لا کر دکھلائے کہ میری بیوی دوسرے مرد کے ساتھ سو رہی ہے پھر جب پولیس شوہر کے ساتھ اگر کسی غیر مرد کو سوتا ہوا دیکھے گی تب جا کر طلاق ہوگی۔

ذرا سوچیے کہ حق طلاق کتنی بے حیائی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ آج کی متمدن دنیا ایک طرف تو عورت کو اجتماعی و سیاسی امور میں شریک ہونے کا حق

دلاتی ہے اور دوسری طرف اس کی عزت و شرف کو بازیچۂ اطفال بناتی ہے اور کس قدر بے حیائی کا مظاہرہ کراتی ہے۔

۳۔ شوہر یا عورت ایک دوسرے کو آزار پہنچائیں یا اہانت کریں یا فحش کلامی کریں۔ اسی طرح کے دوسرے مواقع ہیں جہاں ایک دوسرے کو طلاق لینے کا حق حاصل ہے۔

موجودہ دور میں فرانس، پرتگال، اٹلی کے اندر "تفریق جسمانی" کا رواج ہے۔ تفریق جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ علیحدگی چاہنے والے میاں بیوی الگ الگ وقتی طور پر زندگی بسر کریں۔ اس جدائی کی مدت زیادہ سے زیادہ تین سال ہوتی ہے اور اس مدت میں اگرچہ عورت جنسی آسودگی دینے سے اور مرد نان و نفقہ دینے سے معاف ہیں۔ مگر دوسرے تمام آثار زوجیت باقی رہتے ہیں۔ اس مدت کے بعد بھی اگر عورت یا مرد مشترک زندگی بسر کرنے پر تیار نہ ہوں تو طلاق دی جائے گی۔

امریکہ نے عورت و مرد کو طلاق کے سلسلے میں ضرورت سے زیادہ آزادی دے رکھی ہے اس لیے وہاں طلاق بکثرت ہوتی ہے۔ یہ بے حساب آزادی اور مساوی طور سے مرد و عورت کو حق طلاق دینے کی وجہ سے ارکان خانوادہ تزلزل کے شکار ہو گئے ہیں اور اس سے تلخ ترین نتائج ظاہر ہونے لگے ہیں۔ عورتیں معمولی بہانوں سے جب جی چاہتا ہے مرد سے الگ ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت مغربی دنیا خانوادہ اور عورتوں کی خدمت کرنے کے بجائے خیانت کی مرتکب ہوتی ہے۔

جن ممالک میں عورتوں کو حق طلاق دیا گیا ہے ان کے اجمالی اعداد و شمار کو دیکھ کر ہر عقلمند انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ عورتوں کی خواہش پر مغربی دنیا میں ہونے والی طلاقوں کی کثرت اور طلاق کی لینے کی دلیلوں کو دیکھ کر اسلام کی ژرف نگاہی روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے۔ متمدن مغربی دنیا میں ہونے والی طلاقوں کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے، ایک مشہور ہفتہ وار اخبار لکھتا ہے۔

"شہر اسٹرابسبورگ میں ہونے والی چوتھی کانفرنس کے صدر نے مختلف ممالک میں ہونے والی طلاقوں کے اعداد و شمار افراد کانفرنس کے سامنے اس طرح بیان کیے"

ان اعداد و شمار کے مطابق آخری ایک سال کے اندر فرانس میں ۲۷ فی صد طلاق عورتوں کی "مُد پرستی"۱؎ کی افراط کی وجہ سے ہوئی اور یہی تعداد جرمنی میں ۳۳ فی صد اور ہالینڈ میں ۳۶ فی صد اور سوئیڈن میں ۱۸ فی صد ہوئی۔

پیرس کی ہر عورت جو مُد پرستی کی عادی ہو چکی ہے افراط کی حد تک نہ بھی ہو پھر بھی ایک سال کے اندر تقریباً پانچ ہزار روپیہ بے کار و بیہودہ مصرف میں خرچ کر دیتی ہے۔

اور یہ کثیر رقم نہ اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے اور نہ اس کی شخصیت کو بلند و بالا کرتی ہے اور نہ خانوادے کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتی ہے۔

براہ راست عورت کو حق طلاق دینے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب صرف ایک بے ارزش چیز کی پرستش کی وجہ سے اتنی طلاقیں ہوتی ہیں تو دوسرے اسباب کی بنا پر کیا عالم ہوگا؟

عورتوں کو حق طلاق دینے کے جو برے نتائج برآمد ہوتے ہیں انھوں نے ذمہ داران حکومت میں عجیب وحشت پیدا کر دی ہے اب وہ لوگ اس کے محدود کرنے کے طریقے پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال فرانس میں تیس ہزار طلاقیں ہوئیں اور چونکہ ہر سال اس تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اس لیے فرانسیسی خانوادوں کے فیڈریشن نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ ۱۹۴۱ء کے مخصوص قانون کو جو ۱۹۴۵ء میں ختم کر دیا

۱؎ مدت و فیشن

گیا تھا دوبارہ نافذ کیا جائے۔ اس قانون کے مطابق شادی سے تین سال تک کسی بھی وجہ سے طلاق نہیں دی جاسکتی اور نہ لی جاسکتی ہے۔ یہی قانون انگلستان میں بھی نافذ ہے۔ صرف اس میں دو صورتوں کو مستثنیٰ کردیا گیا ہے۔

۱۔ مرد کی طرف سے فوق العادت سختی ووحشت گری۔

۲۔ عورت کی طرف سے خیانت ادب یا اخلاقی فساد۔

امریکی دانشمند لوسون (N لزی D لگہ) تحریر کرتا ہے۔ جس کے اندر بھی ذرہ برابر انسان دوستی موجود ہے ان وحشت ناک اعداد وشمار سے رنجیدہ ہے۔ اوراس کے علاج کی فکر میں ہے۔ سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ۸۰ فی صد طلاقیں عورتوں کی خواہش سے واقع ہوئیں اور ہورہی ہیں۔ کثرت طلاق کی علت بھی اسی جگہ سے تلاش کرنا چاہیے اور قطعی طور پر اس کو محدود کردینا چاہیے۔

یہاں پر معاشرے کے اندر (VOLTAIRE) کا قانون طلاق کے سلسلے میں اسلام کی جامعیت کے اعتراف کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے وہ لکھتا ہے۔ محمد ایسے عقلمند واضع قانون ہیں جو بشریت کو جہل وفساد و بدبختی سے نجات دینا چاہتے تھے۔ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے انھوں نے دنیا کے تمام انسانوں — عورت مرد، چھوٹا بڑا، عاقل و دیوانہ، سیاہ و سفید، زرد و سرخ کے نفع کا خیال رکھا۔ انھوں نے تعدد ازدواج کی اجازت ہرگز نہیں دی۔ بلکہ اس کے برخلاف ایشیائی ممالک کے حکمرانوں اور بادشاہوں کی بے حساب شادیوں پر پابندی لگاکر صرف چار عورتوں تک محدود کردیا۔ شادی بیاہ اور طلاق کے سلسلے میں ان کے قوانین بدرجہا بہتر ہیں شاید طلاق کے سلسلے میں قرآن سے زیادہ مکمل قانون اب تک نہیں بنایا جاسکا۔

(بشکریہ راہ اسلام)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

(از طالب ہاشمی)

(١)

پہلی صدی ہجری کے چھٹے عشرے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بصرے کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو حوضِ کوثر کے وجود کے بارے میں شک پیدا ہوا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا، کیا کوئی شخص حوضِ کوثر کے بارے میں میرا اشکال دور کر سکتا ہے؟ انھوں نے بصرہ میں مقیم ایک ضعیف العمر صاحبِ رسولؐ کا پتہ بتایا۔ ابنِ زیاد نے انھیں بلا بھیجا۔ وہ تشریف لائے تو انھیں دیکھ کر اس نے ازراہ استہزا کہا:

"یہ ہیں تمہارے ...... محمدیؐ!"

ان صاحبِ رسولؐ نے ابن زیاد کی بات سنی تو انھیں بڑا دکھ ہوا اور انھوں نے بڑے پرجلال لہجے میں فرمایا:

"میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں کبھی ان لوگوں کو بھی دیکھوں گا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت پر عار دلائیں گے۔"

پھر وہ آگے بڑھ کر ابن زیاد کی مسند پر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ اب ابنِ زیاد نے بات بدل کر کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تو آپ کے لیے زینت ہے باعثِ عیب نہیں۔" پھر اس نے حوضِ کوثر کے بارے میں ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انھوں نے فرمایا، ہاں ہاں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں چار دفعہ نہیں... (بلکہ بارہا) کہ جو شخص حوضِ کوثر کا انکار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو نہ اس کے قریب پھٹکنے دے گا اور نہ اس کے پانی سے اس کو سیراب کرے گا۔ یہ فرما کر غصہ کی حالت میں تو شاہ وہاں سے چل دیئے۔"

یہ صاحبِ رسولؐ جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرفِ صحبت کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے اور حق بات کہنے میں حاکمِ وقت تک کی پروا نہیں کرتے تھے، سیدنا حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے۔

(٢)

سیدنا حضرت ابو برزہؓ کا نام فضلہ تھا اور ان کا تعلق قبیلۂ اسلم بن افصیٰ سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

فضلہؓ بن عبد اللہ بن حارث بن حبال بن ربیعہ بن عجل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ۔

بنو اسلم مرظہران اور اس کے قرب و جوار میں آباد تھے۔ حضرت ابو برزہؓ کی ابتدائی زندگی کے حالات کا پتہ نہیں چلتا اور نہ مکہ میں ان کی آمد کے زمانہ کا تعین کیا جا سکتا ہے، تاہم علامہ ابن سعد نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ بعثت نبویؐ کے ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرتِ نبویؐ کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ تقریباً تمام غزوات میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

فتح مکہ (۸ھ) کے موقع پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چند اشخاص کو واجب القتل قرار دیا ان میں ایک عبد اللہ بن خطل بھی تھا۔ یہ شخص سخت بد باطن تھا۔ دینِ حق اور ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ اس نے اپنی دو کنیزوں کو حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی

ہجو کے اشعار حفظ کر رکھے تھے اور وہ انھیں سُر تال کے ساتھ گایا کرتی تھیں۔ مسند ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن خطل خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لٹک گیا تاکہ اس کو امان مل جائے لیکن اس کے جرائم اتنے بھیانک تھے کہ حضورؐ کے نزدیک وہ کسی صورت میں امان کا مستحق نہیں تھا چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبرزہؓ کو حکم دیا کہ اس کو کیفر کردار تک پہنچا دو۔ انھوں نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت ابوبرزہؓ نے پورا عہدِ رسالت مدینہ منورہ میں گزارا۔ عہدِ صدیقی میں بھی یہیں قیام رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں بصرہ آباد ہوا تو انھوں نے بصرہ کی سکونت اختیار کر لی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کے درمیان اختلافات کا آغاز ہوا تو انھوں نے حضرت علیؓ کی پرجوش حمایت کی اور جنگِ صفین میں شامی فوجوں کے خلاف بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔

اس کے بعد جنگِ نہروان میں خارجیوں کے خلاف داد شجاعت دی۔ حافظ ابن حجرؒ نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبرزہؓ نے خراسان کی فتوحات میں مجاہدانہ حصّہ لیا۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنہ ۶۰ھ میں وفات پائی۔ اپنے پیچھے ایک لڑکا مغیرہ اپنی یادگار چھوڑا

(۳)

حضرت ابوبرزہؓ کو فیضانِ نبوت سے بہرہ یاب ہونے کا کافی موقع ملا اس لئے وہ علم و فضل کے اعتبار سے بڑا اونچا مقام رکھتے تھے۔ ان سے چھیالیس ۴۶ احادیث مروی ہیں ان میں سے ستائیس ۲۷ متفق علیہ ہیں۔ دو ۲ میں بخاری اور چار ۴ میں مسلم منفرد ہیں۔

ان کے کثیر التعداد شاگردوں میں ابوعثمان نہدیؒ، ابومنہال ریاحیؒ، ازرق بن قیسؒ، ابوطالوتؒ، مغیرہؒ، ابوالعالیہ ریاحیؒ، کنانہ بن نعیمؒ، راشدیؒ، ابوالسوار عدویؒ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت ابوبرزہؓ نہایت پاکیزہ اخلاق و کردار کے حامل تھے، سبقت فی الاسلام، شوقِ علم، شوقِ جہاد، حبِ رسولؐ، جود و سخا اور سادگی ان کی کتابِ سیرت کے خاص ابواب ہیں۔ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ ان کا معمول تھا کہ صبح و شام غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ حسن بن حکیم اپنی والدہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبرزہ ثرید (عربوں کا ایک مرغوب کھانا) کا ایک بڑا طشت بھر کر ہر صبح شام بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلاتے تھے۔

حضرت ابوبرزہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا تھا، لیکن وہ زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ زندگی بھر کبھی پُر تکلف لباس نہ پہنا صرف دو گیروے کپڑے پہنتے تھے گھوڑے کی سواری سے بھی اجتناب تھا۔ ان کے ایک ہمعصر صحابی حضرت عائذ بن عمر عمدہ کپڑے بھی پہنتے تھے اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ کسی شخص نے ان دونوں بزرگوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کے خیال سے حضرت عائذؓ سے کہا کہ ابوبرزہ نے تو آپ کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے آپ خز (ایک قیمتی کپڑا) استعمال کرتے ہیں اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے ہیں لیکن ابوبرزہؓ ان دونوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ حضرت عائذؓ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ابوبرزہ پر اپنی رحمت نازل کرے آج ہم میں کون ان کی ہمسری کر سکتا ہے؟" وہ حضرت عائذؓ کے جواب سے مایوس ہو کر حضرت ابوبرزہؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا، دیکھئے عائذ کس ٹھاٹھ سے زندگی گزارتے ہیں خز کا لباس پہنتے ہیں اور گھوڑے پر سواری کرتے ہیں۔ حضرت ابوبرزہؓ نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ عائذ پر رحم کرے ہم میں ان کے مرتبہ کا کون ہے؟"